بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

ماہنامہ

جرمنی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر، انچارج شعبہ تصنیف　　مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 18 شمارہ نمبر 05 ماہ ہجرت 1392 ہجری شمسی بمطابق مئی 2013ء

قرآن کریم

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ

یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ　　(النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

حدیث مبارکہ

مَاکَانَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃ　　"کبھی بھی نبوت قائم نہیں ہوتی مگر اس کے بعد خلافت آتی ہے"

(کنز العمال جلد ۱۱ حدیث نمبر 32243)

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر ان کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امت کے لئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم وکریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں۔ اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ناطق ہے۔ وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ (الانبیاء: ۱۰۶) کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُھَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

پھر اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ میں اسی طور پر اس امت میں خلیفے پیدا کرتا رہوں گا جیسے موسیٰ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہئے تھا کہ موسیٰ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ کیا اس نے صرف تیس برس تک خلیفے بھیجے یا چودہ سو برس تک اس سلسلہ کو لمبا کیا۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ کا فضل ہمارے نبی ﷺ پر حضرت موسی علیہ السلام سے کہیں زیادہ تھا چنانچہ اس نے خود فرمایا وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (النساء:۱۱۴) اور ایسا ہی اس امت کی نسبت فرمایا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اٰل عمران:۱۱۱) تو پھر کیونکر ہوسکتا تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک سلسلہ ممتد ہو اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جاوے اور نیز جب کہ یہ امت خلافت کے انوار روحانی سے ہمیشہ کے لئے خالی ہے تو پھر آیت اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے کیا معنی ہیں کوئی بیان تو کرے۔ مثل مشہور ہے کہ اوخویشتن گم است کرا رہبری کند۔ جب کہ اس امت کو ہمیشہ کے لئے اندھا رکھنا ہی منظور ہے اور اس مذہب کو مردہ رکھنا ہی مدنظر ہے تو پھر یہ کہنا کہ تم سب سے بہتر ہو اور لوگوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے سوائے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو برائے خدا سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی۔ اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر پھر زاویہ عدم میں مخفی ہوگئی۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ. اِتَّقُوا اللّٰہَ. اِتَّقُوا اللّٰہَ."

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ: 354,355)

حدیث وتشریح

دوسری قوموں کی مشابہت اختیار نہ کرو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ

(ابو داؤد)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ جو شخص (اپنی ملت اور قوم کا طریق چھوڑ کر) کسی دوسری قوم کی مشابہت کرتا ہے۔ وہ اسی قوم میں سے سمجھا جائے گا۔

تشریح:

’’یہ مختصر سی حدیث ایک نہایت لطیف نفسیاتی نکتہ پر مشتمل ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اپنی قوم کے طور و طریق اور اپنی قوم کے شعار کو چھوڑ کر کسی دوسری قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ اس کا دل اس دوسری قوم کے طور وطریق اور اس کے شعار سے متاثر ہو کر اس کی ذہنی غلامی اختیار کر چکا ہے۔ کیونکہ اس قسم کے تشبہ کی خواہش دراصل احساس کمتری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی ایک شخص کسی قوم کے تہذیب وتمدن اور ان کے حالات وخیالات سے بہتر اور ارفع خیال کر کے اپنے آپ کو ان کے مقابلہ میں پست اور ادنیٰ سمجھنے لگتا ہے اور پھر ذہنی غلانی میں مبتلا ہو کر اس قوم کی اندھی تقلید شروع کر دیتا ہے۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ ایسا شخص دراصل اسی قوم میں سے سمجھا جائے گا۔ جس کی مشابہت وہ اختیار کرتا ہے۔ لہٰذا اس لطیف حدیث کے ذریعہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ہوشیار فرمایا کہ وہ کبھی کسی دوسری قوم کے طریق وتمدن کے نقال نہ بنیں۔ بلکہ اسلام کے تمدن کو سارے دوسرے تمدنوں سے بہتر اور ارفع خیال کر کے اسلامی شعار اختیار کریں ورنہ وہ ایک بدترین قسم کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہو کر اپنی ممتاز ہستی اور اپنی ارفع انفرادیت کو کھو بیٹھیں گے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ ذہنی غلامی ظاہری غلامی سے بھی بدتر چیز ہے۔ ایک ظاہری غلام بے شک دوسرے شخص کا مملوک ہوتا ہے مگر باوجود اس کے اسکے دل ودماغ آزاد ہوتے ہیں لیکن ذہنی غلامی میں مبتلا ہونے والا شخص بظاہر آزاد ہونے کے باوجود اپنے دل ودماغ کی ساری آزادی کھو بیٹھتا ہے اور اس کے اعمال اس بندر کے اعمال سے بہتر نہیں ہوتے جو محض نقالی جانتا اور دوسروں کے نچانے پر ناچتا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ اپنے آقا ﷺ کی اس حکیمانہ تعلیم کے باوجود آج کل کے مسلمانوں نے مغربی ممالک کی بدترین غلامی اختیار کر رکھی ہے۔ ہندوستان میں انگریز آیا تو مسلمانوں کے ایک معتدبہ حصے نے اس کی تہذیب وتمدن کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اس کے رنگ میں رنگین ہونا شروع کر دیا مسلمانوں کی داڑھیاں غائب ہوگئیں ان کے لباس کوٹ پتلون اور ٹائی کالر کے سامنے پسپا ہوگئے۔ ان کی دعوتوں میں شراب کے جام چلنے لگے۔ اور ان کی عورتیں زینت کے لباس پہن کر بازاروں میں نکل آئیں۔ کیا یہ سب کچھ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ کی بدترین مثال نہیں؟ فاعتبروا یااولی الابصار

بے شک یہ درست ہے کہ ایک فی الواقع اچھی اور مفید چیز کو اچھے رنگ میں لے لینے میں کوئی ہرج نہیں، چنانچہ خود ہمارے آقا محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ مَاوَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا ’’یعنی حکمت اور خوبی کی بات مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے اسے چاہئے کہ جہاں بھی ایسی چیز پائے اسے لے لے۔ کیونکہ وہ اس کی اپنی ہی چیز ہے‘‘ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر رطب ویابس کو اندھے طور پر اختیار کرنا شروع کر دیا جائے۔ بلکہ کسی چیز کے اختیار کرنے کیلئے دو شرطیں ضروری ہیں:

(۱) ایک یہ کہ وہ فی الواقع اچھی ہو۔ اور اسلامی تعلیم اور اسلامی شعار کے خلاف نہ ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ اسے غلامانہ ذہنیت کے ساتھ اندھے طریق پر اختیار نہ کیا جائے بلکہ پرکھ کر اور کھوٹا کھرا دیکھ کر علیٰ وجہ البصیرت لیا جائے۔

(چوالیس جواہر پارے صفحہ ۸۴۔۸۵)

مشعلِ راہ

صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’آنحضرت ﷺ نے تو حضرت مسیح موعودؑ کے بعد سلسلۂ خلافت کو ہمیشہ کے لئے قرار دیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔۔۔ کہ خلافت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رہنی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اسے بھی اٹھا لے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔ (مشکوٰۃ۔ باب الانذار والتحذیر)

اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جو سلسلۂ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا، یہ دائمی ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ 30 سال تھی اور وہ 30 سالہ دور آپ کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ دائمی دور بھی آپ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔۔۔ یہ وعدہ یا خبر جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دی تھی اس کی تجدید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دے کر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’غرض (اللہ تعالیٰ) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے‘ (یعنی ان پڑھ، جاہل، گاؤں کے رہنے والے) ’اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (النور: ۵۶) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اِس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہوگئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا‘

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں‘ فرماتے ہیں: ’لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک **صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔** اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔ اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں‘ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک وقت میں بہت سارے ہوں گے اس کا مطلب ہے کہ مختلف وقتوں میں آتے رہیں گے۔

’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو‘ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۷)

تو دیکھیں کہ کتنا واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں تیرے ماننے والے ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ توحید کے قیام اور ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میں کسی خاص خاندان میں سے یا کسی خاص ملک میں سے ایسے لوگ کھڑے کروں گا جو دین کے استحکام کے لئے کوشش کریں گے بلکہ فرمایا کہ صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعاؤں میں لگے رہو۔ پس بجائے ہوشیاریاں، چالاکیاں دکھانے کے صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 10 جون تا 16 جون 2005ء صفحہ 6)

خلافت

اہمیت و برکات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں

خلافت کے معنی جانشینی کے ہوتے ہیں اور خلیفہ رسول کا ظل ہوتا ہے تا وہ کام جو نبی و رسول کے ذریعے خدا تعالیٰ نے جاری فرمایا ہوتا ہے اور اسکو آگے بڑھائے اور لوگوں کی رہنمائی فرمائے تا لوگ برکات رسالت سے محروم نہ رہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ **خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے** اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسول کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

اسی طرح فرمایا:۔

’’خلیفہ کا معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں۔ انہیں خلیفہ کہتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 666)

خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا میں ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح اور استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق ان ہی کے دل میں ڈالا‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ: 524-525)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’چونکہ خلافت کا انتخاب عقلِ انسانی کا کام نہیں، عقل نہیں تجویز کرسکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوتِ انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جناب الٰہی نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ ---- خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے‘‘

(حقائق الفرقان جلد 3، صفحہ 225)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

’’خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانہ میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں‘‘

(انوار العلوم جلد 2، صفحہ 11)

اہمیت وبرکات

انبیاء کے مشن کی تکمیل خلافت کے ذریعے ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا (النور: 56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جما دیں گے۔‘‘

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ: 305,304)

اقامتِ صلوٰۃ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’اقامتِ صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہوگا ایک خلیفہ ہوگا جو تمام مسلمانوں کے لئے نزدیک واجب الاطاعت ہوگا تو اسے تمام اکنافِ عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور وہاں وہ ہو رہا ہے اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔۔۔ مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو

Vol. 18 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 05
,Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, , Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652,Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

قومی ضرورتوں کا علم ہوسکتا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد6۔صفحہ 368)

اسلام کی ترقی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''خلافت اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔اور اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔اور ہمیشہ خدا تعالیٰ ہی خلفاء مقرر کرے گا''

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد1 صفحہ 380)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔''

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء۔صفحہ نمبر1)

قبولیت دعا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اسکی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے...... میں جو دعا کروں گا وہ انشاءاللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی''۔

(انوار العلوم جلد2۔صفحہ 49)

اتحاد کا قیام

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جماعت کے اتحاد اور شریعت کے احکام کو پورا کرنے کے لئے ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے اور جو اس بات کو رد کرتا ہے وہ گویا شریعت کے احکام کو رد کرتا ہے۔صحابہ کا عمل اس پر ہے اور سلسلہ احمدیہ سے بھی خدا تعالیٰ نے اسی کی تصدیق کرائی ہے۔جماعت کے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہو۔جو لوگ کسی امام کے ماتحت نہیں وہ جماعت نہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کے وہ فضل نازل نہیں ہوسکتے اور کبھی نہیں ہوسکتے جو ایک جماعت پر ہوتے ہیں۔''

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 13)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو۔اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کرسکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔''

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003 صفحہ 1)

یہ نعمت جو خدا تعالیٰ نے اس دور میں ہمیں عطا فرمائی ہے اس کو قائم رکھنے اور اسکی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمیشہ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے اور ہمیشہ اعمال صالحہ بجالانے کی ضرورت ہے۔اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم خلیفۂ وقت کے ہر حکم کی اطاعت کرنے والے ہوں گے آج کے اس دور میں جہاں دنیا گمراہیوں میں حد سے بڑھتی جارہی ہے اور ہلاکت کے گڑھے کے کنارے پر ہے اس ہلاکت سے خود کو اور دنیا کو بچانے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ مضبوطی سے چمٹا لیں اور اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور ان برکات کو سمیٹنے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے خلافت جیسے بابرکت نظام میں رکھی ہیں۔پس ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ہمیشہ خلافت کے مطیع و فرمابردار رہیں۔

کامل اطاعت وفرمانبرداری

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔رسول اللہ ﷺ کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیاد نعمت ہوتا ہے۔لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (ابراھیم)''

(خطبات نور صفحہ 131)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایت سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔''

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 515،516)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوم خلافت کے حوالے سے جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نام پیغام میں فرمایا:۔

''آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی۔اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔''

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء۔صفحہ 2)